87915- حاجت وضرورت اور مصیبت سے چھٹکارا کے لیے سورۃ یس کی تلاوت کرنا

سوال

برائے مہربانی ہمیں ایسے طریقہ کے متعلق معلومات فراہم کریں جو ہم میں وراثتا چل رہاہے اور ہم نے یہ بہت سارے مشائخ اور علماء سے سوریا میں سیکھا ہے، میں یقینی طور پر اس کے صحیح ہونے کا علم نہیں رکھتا، حاجات وضروریات پوری کرانے اور ہمارے معاشرے میں بہت ساری خواہشات ورغبات پوری کرانے کے اس طریقہ کا التزام کیا جاتا ہے اس کے اسلوب میں ایک یہ بھی ہے کہ:
اکتالیس مرتبہ سورۃ یس یا تو انفرادی یا پھر اجتماعی طور پر تقسیم کرکے تلاوت کی جاتی ہے، یا پھر بعض آیات تکرار کے ساتھ معین تعداد میں پڑھی جاتی ہے اور بعد میں ایک معین دعا بھی کی جاتی ہے، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معین درود (دس ہزار بار) انفرادا یا اجتماعی آپس میں تقسیم کرکے پڑھتے ہیں کہ ہر ایک کچھ حصہ پڑھتا ہے.
اکثر لوگوں سے میں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں یا پھر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت نہیں ہے تو وہ بہت شدت کے ساتھ اس کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بہت فوائد ہیں اور یہ تجربہ شدہ ہے.

پسندیدہ جواب

آپ نے بیان کیا ہے کہ معین تعداد میں سورۃ یس وغیرہ کی تلاوت یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر معین تعداد میں انفرادی یا اجتماعی درود پڑھنا تاکہ مشکلات حل ہوں اور ضروریات پوری کی جاسکیں شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، اور یہ بدعات میں شامل ہوتی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2697) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

اہل علم کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ عبادت اصلا اور وصفا اور جگہ ووقت میں مشروع ہونی چاہیے، اور جس عدد وکیفیت اور ہیئت کی شرعی دلیل ثابت نہ ہو اس کا التزام کرنا بدعت شمار ہوگا.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تو پھر بدعت کی تعریف یہ ہوئی کہ دین جو نیا طریقہ اختراع کرلیا جائے اور شریعت کا مقابلہ کرے، اس پر چلنے سے اللہ کی عبادت میں مبالغہ کرنا مقصود ہو، کہ عبادت زیادہ کی جائے تو یہ بدعت کہلاتا ہے...

اور اس میں یہ بھی شامل ہے:

کیفیت وہیئت کی تعیین کرنے کا التزام کرنا، مثلا ایک ہی آواز میں اجتماعی ذکر کرنا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کو جشن منانا اور اسے عید منانا اور اس طرح کے دوسرے امور.

اوراس میں یہ بھی شامل ہے :

معین عبادات کا معین اوقات میں التزام کرنا جن کی تعیین شریعت میں نہ ملتی ہو، مثلا پندرہ شعبان کو نصف شعبان کا روزہ رکھنا، اوراس رات قیام کرنا" انتہی

دیکھیں : الاعتصام (1/37–38).

اور یہ لوگوں کے طریقہ میں شامل ہے اورورا ثت میں ملا ہے، یا پھر اس کے نتیجہ میں بعض نتائج مرتب ہوتے ہیں اس کی مشروعیت پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اقوال واعمال کا معیار و میزان تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واقوال ہیں اس لیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال کے موافق ہوا سے قبول کیا جائیگا، اور جو مخالف ہوں وہ مردود ہے چاہے اس کا قائل وعامل کوئی بھی ہو.

یہاں یہ کہا جائیگا کہ :

اگر یہ کوئی خیر وبھلائی ہوتی تو ہم سے اس کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے صحابہ کرام سبقت لے جاتے خاص کر جبکہ اس کا مقتضی پایا جاتا تھا، کیونکہ بہت سارے صحابہ کرام اذیت وظلم کا شکار ہوئے، لیکن اس کے باوجود کسی سے ثابت نہیں کہ کسی ایک صحابی نے ایسا کیا ہو، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرف راہنمائی فرمائی.

اور خیر وبھلائی تو صرف سلف رحمہ اللہ کی اتباع وپیروی میں ہے، اور ہر قسم کا شر وبرائی بعد میں آنے والوں کی بدعات میں ہے.

حاصل یہ ہوا کہ ان بدعات سے اجتناب کرنا اور دور رہنا متعین ہوجاتا ہے، اور مشروع اذکار ودعاؤں کا التزام کرنا جنہیں اللہ تعالی نے حاجات پوری کرنے اور رغبات کے حصول کا سبب بنایا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{بے کس ولاچار کی پکار کو جب وہ پکارے تو کون قبول کرکے اس کی سختی کو دور کر تا دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو}.النمل (62).

اور ایک مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان اس طرح ہے :

{جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے}.البقرۃ (186).

اور ترمذی وابوداود نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ دعا میں کہہ رہا تھا :

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ "

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور یقینا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقینا تو ہی معبود برحق ہے تیرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، تو احد وصمد اکیلا و یکتا اور بے نیاز ہے جو نہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا مانگی ہے.جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3475) سنن ابوداود حدیث نمبر (1493).

ابن ماجہ اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا :

"اللَّهُمَّ لاإِلَهَ إِلاأَنتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ "

اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، یا ذا الجلال والاکرام "

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کس کے ساتھ دعا کی ہے ؟

اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے یہ وہ اسم اعظم ہے.جس کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو طلب پوری ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3544) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3858) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح کہا ہے.

واللہ اعلم.